سنیاسی جب آپ نے سرِشٹ - نکرِشٹ
(اونچ نیچ) میں دویت بھاؤ رکھا تو سمدرشٹ کہاں رہی
سمدرشٹی تو آدویت بادی ہوتے ہیں - جو سب پدارتھوں میں
ایک جیسی درشٹی رکھتے ہیں - اور آپ پدارتھوں میں دوش
نردوش بھید سمجھتے ہیں - تو پھر سردگیتا کہاں رہی - سروگ تو
سب پدارتھوں کو برہم سمجھتے ہیں -

یتھا شرتی سے ایکو برہم دوتیو ناستی

سری مہاستی جی مہاراج - کیوں بھائی تم تو سمدرشٹی اور سروگ ہو
سنیاسی - ہاں میں سمدرشٹی سروگ ہوں -
سری مہاستی جی مہاراج - تو پھر اونچ نیچ - دوش نردوش
کا پرہیز ہے یا نہیں -
سنیاسی - نہیں میں تو برہمن ویش بھنگی اور مسلمانوں کے
گھروں کا بھی کھا لیتا ہوں -
سری مہاستی جی مہاراج - اگر بھنگی کے گھر سور کا اور مسلمان
کے گھر گائے کا ماس ہو تو کھاتے ہو یا نہیں -
سنیاسی - ہاں - سب کھا لیتا ہوں - ہم کسی پدارتھ میں
دویت بھاؤ نہیں رکھتے ہیں - یتھا سوتر سم لوشٹ سم کنچنک
(یعنی مٹی اور سونا برابر ہے -
سری مہاستی جی مہاراج - کبھی وشٹا بھی کھایا ہے - سچ کہنا -
سنیاسی - سوچ میں پڑ گیا - تھوڑی دیر بعد بولا - نہیں
کھایا -
سری مہاستی جی مہاراج - یہاں دویت کیوں رکھا پس معلوم ہوا

کہ تم ناستک لوگوں نے مانس آدک وِشوں کے سواد وں (لذتوں) میں ہی سمدرِشٹ اور سروگتا مانی ہے۔ پرنتو سمدرِشٹ اور سروگتا کے ارتھ نہیں جانتے۔

بہلا سونے اور پیتل میں سم بہاو رکھنے والا سمدرشٹی سونے کو اگر پچیس روپیہ فی تولہ کے نرخ پر خرید کرلے۔ تو کیا پیتل کو بھی سونے کے نرخ پر خرید کریگا۔

سنیاسی۔ نہیں

سری مہاتما جی مہاراج۔ اگر خرید لیوے۔

سنیاسی۔ تو مورکھ کہلاوے اور نقصان اٹھاوے۔

سری مہاتما جی مہاراج۔ بس اب سمجھنا چاہئے۔ کہ سمدرِشٹ اور سروگتا کے اصلی ارتھ کیا ہیں۔

سنئے۔ سونے کو سونا سمجھے۔ اور پیتل کو پیتل۔ رتن کو رتن اور کانچ کو کانچ۔ اونچ کو اونچ اور نیچ کو نیچ۔ بھلے کو بھلا۔ اور بُرے کو بُرا۔ یتھا یوگ سمجھے۔ پرنتو پاگل نہ بن بیٹھے۔ کہ میرے نزدیک تو سب ایکساں ہی ہیں۔ نہیں نہیں۔ جس اوستھا میں جیسی وستو ہو اوسکو ویسی ہی سمجھے۔ اس کا نام یتھارتھ گیان ہے۔ اور اسی کو تم لوگوں میں سروگتا کہی ہے۔ اور سمدرشٹ پن یہ ہے کہ سونے پر راگ یعنی لوبھ (محبت) اور پیتل پر دویش یعنی نفرت نہ کرے۔ اسی طرح رتن کو رتن۔ کانچ کو کانچ۔ اونچ کو اونچ۔ نیچ کو نیچ۔ بھلے کو بھلا۔ برے کو برا۔ سمجھے۔ تو یتھارتھ یعنی جو جیسی وستو ہے۔ اوسکو ویسی ہی سمجھے۔ مگراپنا بہاؤ ان پر سم رکھے۔

اَن پر راگ و ودیش کرکے آپ مُکھی۔ دُکھی نہ ہو اور سم بھاؤ میں رہ کر آنند کی پراپتی کرے۔ اُس کا نام سمدرشٹ ہے۔ نہ کہ تیری طرح حلوے کے بجائے گوبر کہا جاوے۔ اور گوبر کے بجائے۔ حلوے سے مکان کو لیپ لیوے۔ یہ خیال رکھ کرکے کہ میں سمدرشٹی ہوں میرے لئے سب یکساں ہیں۔ لیکن اسطرح تو کاریہ کی کدا پی سِدھی نہ ہو گی۔ تو پھر دھرم کی سِدھی کیسے ہو گی۔

پس یہ سم درشٹ پن نہیں ہے۔ یہ تو محض اگیانتا ہے جب سری مہاتما جی مہاراج نے واضح طور سے سنیاسی کے پرشنوں کا اوتر دیا۔ تو تمام سبھا نہائت خوش ہوئی۔ اور سنیاسی کچھ شرمندہ سا لاجواب ہو کر چلا گیا۔

پوشیدہ نہ رہی کہ سری مہاتما جی مہاراج نے جو اپنے آپ کو یتھا سرتی سروگ کہا تھا۔ وہ اپنا ستیہ برت رکھ کر دُرست کہا تھا۔ کیونکہ یتھا سُرتی کے معنے یہی ہیں کہ جتنا جسکو شرت گیان یعنے سوتروں انوسار پدارتھ گیان ہو اتنا وہ سارا ہی ہے یعنی اُتنے کا وہ سارا ہی جانکار ہوتا ہے۔ اور آپ نے سنیاسی کی سمجھ کے انوسار بھی سروگتا کا لفظ کہنا مناسب سمجھا تھا۔

وہ سروگ اُسی کو کہتے ہیں۔ جو سب پدارتھوں کو ایک ہی برہم مانیں۔ جیسا کہ سنیاسی نے یہ کہا بھی تھا۔ کہ ہاں میں سمدرشٹی اور سروگ ہوں۔

پس آپ کے چترماسہ میں اسی طرح مختلف مضامین پر لوگوں کے پرشن اوتر ہوتے رہے۔ اور سب کو یتھارتھ

اوتر ملتے رہے - اسی طرح چترماسہ دھرم کے اوتساہ سے سماپت ہوا - اور بعد ختم ہوتے چترماسہ کے آپ نے وہاں سے بہار کر دیا - اور کرنال کی طرف بچرتی ہوئی کاندہلہ ضلع مظفرنگر میں پدھاریں - اُسجگہ لالہ جواہرامل جی اگروال کی لڑکی سری متی مہتر و جی کو آپ کے اوپدیش سے ویراگ ہوگیا - اور سنجم لینے کا ارادہ کرلیا - آپ وہاں سے بہار کرکے لوہارا ضلع میرٹھ میں پدھاریں - اور سمت ۱۹۴۴ کا چترماسہ وہاں کا ہی منظور کرلیا -

گھسیٹی ہے

آپکا سمت ۱۹۴۴ کا چترماسہ تیسری دفعہ لوہارہ میں

آپکا سمت ۱۹۴۴ کا چترماسہ لوہارہ میں ہوا - اِس چترماسہ میں سری متی مہتر و جی ویراگن بھی آپ کے چرنوں میں حاضر ہو گئی - اور دِکھشا لینے کی پرارتھنا کی - چنانچہ سری متی پار بتی جی مہاراج نے ان کو سری ستی بھگوا ندیوی جی مہاراج کے نام کا پاٹھ رتی بہادوں بدی ۹ کو پڑھا کر دِکھشا دے دی - اُسجگہ دھرم دھیان یتھا شکتی اچھا ہوتا رہا - اور بعد ختم ہوتے چترماسہ وہاں سے بہار کرکے دہلی پدھاریں - اور پھر رہتک ریاست جیند جونک - سامانہ ریاست پٹیالہ میں بچرتی ہوئی ریاست نابھہ میں پدھاریں - اور وہاں بھی آپ کے پوتر اوپدیشوں کی امرت برشا ہونے لگی -

جو آپ کا اپدیش پُن کے پھل میٹھے اور پاپ کے پھل کڑوے
اِس بارے میں ہوا اس کا تھوڑا سا سروپ ذیل میں درج
کیا جاتا ہے۔

آپ کا اوپدیش پُن کے بارہ میں

پُن کے میٹھے پھل اور اُس کا گُن معہ درشٹانت آپنے
فرمایا کہ اس سنسار روپی بن میں دو پرکار کے برکھش ہیں۔
ایک میٹھے پھلوں کا پرداتا اور ایک کڑوے پھلوں کا پرداتا
یعنی پُن اور پاپ جین سوتروں میں ۹ پرکار کا پُن کہا ہے
جو ذیل میں درج ہے۔

(۱) اَن پُن یعنے اَن کا دینا۔
(۲) پان پُن یعنے پانی کا دینا۔
(۳) لین پُن یعنے مکان کا دینا۔
(۴) سین پُن یعنے سجیا۔ (پلنگ تخت چوکی وغیرہ کا دینا)
(۵) بنتھر پُن یعنی بستر کا دینا۔
(۶) من پُن یعنی دِل سے ہر ایک کا بھلا چاہنا۔
(۷) بچن پُن یعنی ہر ایک کو نمسکاری یعنی محبّت کا بچن بولنا۔
(۸) کایا پُن ہر ایک کی اپنی جسمانی طاقت سے رکھشا کرنا
یعنے بزرگوں کی سیوا بھگتی کرنا اور اناتھوں کی رکھشا
کرنا۔
(۹) نمسکار پُن۔ یعنے گُنی پرشوں کو نمسکار کرنا اور ان سے

مانکر چلنا۔ اُن کے حکم کی نافرمانی نہ کرنا)

مذکورہ بالا نو پُنوں کا نام سُوکرت کرم ہے۔ سوکرت کا کرنا۔ پرانیوں کو دُشکر یعنی مشکل ہے۔ پرنتو سوکرت کے پھل بہت میٹھے اور آسانی سے بھُگتنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی سُکھوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ جیسے بیمار کو پرہیز کرنا تو مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر پرہیز کا پھل میٹھا ہے اُس کے کرنے سے مریض بہت جلد صحتیاب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح تھوڑا سا پُن کرنے سے بھی جیو بہت کال کے لئے سُکھی ہوجاتا ہے۔

گمشدہ ۵

پُن پھل کے بارے میں درشٹانت

کہتے ہیں کہ ایک سوداگر جس کا نام دھرم دت تھا ہندوستان کے ایک سندر پور نام شہر میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ سوداگر اپنے شہر سے ایک سَتھواڑہ (قافلہ) لیکر کسی اور مُلک کو گیا اُس کے راستہ میں ایک گاؤں ایسا آیا۔ کہ جس کے درمیان سے راستہ تھا۔ جب وہ قافلہ گاؤں سے گذرا تو ایک شخص کو ایک عورت نے حیران ہوکر پوچھا کہ کیا یہ فوج والا کوئی راجہ ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ نہیں راجہ نہیں۔ سوداگر ہے جس کا یہ کام ہے۔ کہ اشیاء خرید و فروخت کرنا (سودا لینا و بیچنا)

پھر اُس اِستری نے کہا۔ جب سوداگری کا کام کرتا ہے

تو کیوں نہیں اپنے گھر بیٹھ کر کیا تا۔ گاؤں گاؤں کے کتے بھونکانے اور راستے کی گرد کھانے سے اسے کیا ملتا ہے۔
اس پرش نے جواب دیا۔ کہ گھر میں بیٹھ کر تو کبھی چھ ماہ یا برس میں سوائے ڈیوڑھے کرتا ہوگا۔ مگر یہ سوداگر دیگر ممالک اور اضلاع میں شہر بشہر پھر کر ہر چھ ماہ میں دوگنے کر لیتا ہے۔
استری۔ آہا۔ تب تو یہ طریق کمائی کرنے کا بڑا اعلےٰ ہے۔ لے میرا بھی ایک پیسہ اس سوداگر کے پاس جمع کرا دے
پرش۔ اچھا دیدے۔
پس اس پرش نے ایک پیسہ اس استری سے لے لیا اور سوداگر کے حوالہ کر دیا۔ پس وہ سوداگر ملک بہ ملک شہر بشہر گاؤں بہ گاؤں سوداگری کرتا ہوا۔ بارہ برس کے بعد اسی گاؤں میں واپس آیا۔ وہاں پہنچنے پر اس سوداگر کو یاد آیا۔ کہ جس عورت کا میرے پاس ایک پیسہ ہے۔ وہ گاؤں یہی ہے۔ پس اس نے اپنے منیموں کو حکم دیا۔ کہ اس استری کے ایک پیسے کے منافع کا حساب جلد پیش کرو۔ چنانچہ منیموں نے حسب الحکم سوداگر صاحب حساب تیار کر کے پیش کیا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

پہلی ششماہی میں ایک پیسہ اصل کے دوگنے۔			دو پیسے
دوسری ششماہی (ایک سال میں) دو پیسے کے دوگنے۔			ایک آنہ
تیسری ایضاً	(۱½ سال)	ایک آنے کے دوگنے۔	دو آنے
چوتھی ایضاً	(۲ سال)	دو آنے کے دوگنے۔	چار آنے

پانچویں ششماہی (۲½ سال) چار آنے کے دوگنے 〃 آٹھ آنہ
چھٹی 〃 (۳ سال) آٹھ آنے کے دوگنے 〃 ایک روپیہ
ساتویں 〃 (۳½ سال) ایک روپیہ کے دوگنے 〃 ۲ روپیہ
نویں ششماہی (۴½ سال میں) چار روپے کے دوگنے 〃 ۸ روپیہ
دسویں ایضاً (۵ سال) ۸ روپیہ کے دوگنے 〃 ۱۶ روپیہ
گیارہویں ایضاً (۵½ سال) ۱۶ روپیہ کے دوگنے 〃 ۳۲ روپیہ
بارھویں ایضاً (۶ سال) ۳۲ روپیہ کے دوگنے 〃 ۶۴ روپیہ
تیرھویں ایضاً (۶½ سال) ۶۴ روپیہ کے دوگنے 〃 ۱۲۸ روپیہ
چودھویں ایضاً (۷ سال) ۱۲۸ کے دوگنے 〃 ۲۵۶ روپیہ
پندرھویں ایضاً (۷½ سال) ۲۵۶ کے دوگنے 〃 ۵۱۲ روپیہ
سولہویں ایضاً (۸ سال) ۵۱۲ کے دوگنے 〃 ۱۰۲۴ روپیہ
سترھویں ایضاً (۸½ سال) ۱۰۲۴ کے دوگنے 〃 ۲۰۴۸ روپیہ
اٹھارہویں ایضاً (۹ سال) ۲۰۴۸ کے دوگنے 〃 ۴۰۹۶ روپیہ
انیسویں ایضاً (۹½ سال) ۴۰۹۶ کے دوگنے 〃 ۸۱۹۲ روپیہ
بیسویں ایضاً (۱۰ سال) ۸۱۹۲ کے دوگنے 〃 ۱۶۳۸۴ روپیہ
اکیسویں ایضاً (۱۰½ سال) ۱۶۳۸۴ کے دوگنے ۳۲۷۶۸ روپیہ
بائیسویں ایضاً (۱۱ سال) ۳۲۷۶۸ کے دوگنے ۶۵۵۳۶ روپیہ
تیئسویں ایضاً (۱۱½ سال) ۶۵۵۳۶ کے دوگنے ۱۳۱۰۷۲ روپیہ
چوبیسویں ایضاً (۱۲ سال) ۱۳۱۰۷۲ کے دوگنے ۲۶۲۱۴۴ روپیہ

جب یتیموں نے یہ حساب پیش کیا اور عرض کی کہ دو لاکھ باسٹھ ہزار ایک سو چوالیس روپیہ اس عورت کے ہوتے ہیں تو سوداگر حیران ہوا۔ مگر کہنے لگا۔ کچھ مضائقہ

نہیں - فوراً بھیجدو - چنانچہ مُنیموں نے گڈوں میں تھیلیاں لاد کر اُس عورت کے گھر بھیجدیئے عورت بولی یہ روپیہ کیسا ہے - اُنہوں نے کہا - کہ تیرے ایک پیسہ کا منافع ۱۲ سال کا ہے - یہ سُنکر وہ عورت نہائیت حیران اور خوش ہوئی - اور روپیہ لیکر کہنے لگی اگر یہ ایک پیسہ میرے گھر میں ہی رہتا تو مجھے اس سے کیا لابھ ہوتا - سوداگر کے پاس جمع کرانے سے حساب فی ششما ہی دوگنے ہونے سے اِس قدر بھاری رقم بنگئی - اُس عورت کی بھینیں سہیلیں اور ہمسائے سب پچھتاتے ہیں - کہ ہمنے بھی اسکو پیسے کیوں نہ دیئے - مگر اب پچھتانے سے کیا بن سکتا ہے -

پس وہ عورت اپنی باقی زندگی بڑے امیرانہ طور سے گذارنے لگی - بلکہ کئی پشتوں تک اُس کے گھر میں امیری رہی -

یہ ورشٹانت فرماکر سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے شروتاجنوں کو کہا - دیکھئے جو بیوہار تھہ برتاؤ میں آتے ہیں - وہ سب کے سب گھر کے اخراجات میں ہی شمار ہوتے ہیں پرنتو جتنا تن تپسیا میں - من گیان میں اور دھن دان میں لگایا جاوے - اُتنا ہی سپھل ہوتا ہے - یعنی تن سے اگر ایک برت کیا جاوے - اور من سے کچھ گیان کا وچار کیا جاوے اور دھن سے کچھ دان دیا جاوے یعنی ایک روٹی بھی کبھی تیاگی مہاتما کے پاتر میں دی جاوے تو جیسے اُس اِستری کو بڑا بھاری لابھ ہوا تھا - اِسی طرح سو پاتر دان آدک کا

کا بعد بھی بہت ہی بڑا ہو جاتا ہے اور کئی جنموں تک سُکھ ہی سُکھ دیتا ہے۔

گھرشدی ع
پاپوں کے وشے پر اوپدیش

پھر سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے فرمایا کہ جس طرح پُن کے پھل میٹھے ہوتے ہیں۔ اِسی طرح اٹھارہ پرکار کے پاپوں کے پھل کڑوے ہوتے ہیں اور اسی طرح بڑھتی بھی ہوتی ہے۔ یعنی ایک جنم میں تھوڑے پاپ کا انکورا لگایا جاوے۔ تو یہ بڑھتا ہوا کئی جنموں تک دُکھ دیتا ہے۔

یہ کہکر آپ نے سِلسلہ وار اٹھارہ پاپوں کا ورنن کیا جو ذیل میں درج ہے

پہلا پاپ پرانا تی پات

پہلے پاپ کا نام سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے پرانا تی پات بتلایا۔ یعنی کسی پرانی (جیو) کے پرانوں کو اتی پات (چھین لینا یعنی لوٹ لینا) یعنی جیو گھات کا کرنا۔ مثلاً شکار کھیلنا جھٹکا یا حلال کرنا۔ بال گھات کرنا۔ (یعنی گربھ کا کھشیہ کرنا (حمل گرانا) جو ہے اور گھیتس (یعنی گھونسلہ) کو

پنجروں میں بند کرکے مارنا - بھونڈ - تتئیے وغیرہ کے چھتوں کو آگ لگانا - شہد کی مکھیوں کے چھتے توڑنا - اور اُن کے نیچے دھواں دینا - سانپ، بچھو، کان کھجورا اور کھٹمل، جوں - لیکھ کا مارنا - وغیرہ وغیرہ -

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل کرم بھی اسی پاپ نمبر اوّل میں شمار ہیں -

(۱) بندھے - یعنی گائے - بھینس - بیل - گھوڑے وغیرہ حیوانات کو تنگ بندھنوں سے باندھنا - یعنی جس بندھن سے پشو تنگ و دُکھی ہو جاویں - جیسے گائے یا بھینس کے بچھے یا کٹے دودھ سے ہٹائے رکھنے کے لئے رسّے کے زیادہ بل دیکر کھونٹے کے نزدیک کردینا - جس سے وہ گردن تک بھی نہ ہلا سکے - اور پرندا پنکھیوں) وغیرہ کو بغیر ایسی صورتوں کے جو دیا کے کارن اُن کی جان کی رکھشا کے متعلق ہوں - شوقیہ طور پر یا کسی اور ارادے سے پنجروں میں بند رکھنا -

(۲) بہے - یعنی متذکرہ بالا ہر قسم کے حیوانات کو چابک یا سونٹے وغیرہ سے زیادہ تاڑنا - یعنی کرودھ میں بھر کر مارتے جانا -

(۳) چھوی چھید - یعنی گھوڑوں یا کتّوں وغیرہ کی پونچھ (دُم) اور کان وغیرہ کاٹنا - اور بغیر بیماری کے گرم لوہے سے داغ شناخت وغیرہ کیلئے دینا - اور بیل گھوڑے وغیرہ کو ودھیا (اختہ) کرنا -

(۴) اتی بہارے - یکہ - گاڑی - اور کرانچی وغیرہ پر یا گدھے گھوڑے - اونٹ وغیرہ پشوؤں پر اُن کی ہمت سے زیادہ بوجھ لادنا -

(۵) بھت پان بچھے - پشوؤں کو مقررہ اوقات پر چارہ وغیرہ نہ دینا یعنی اُن کو بھوکے پیاسے رکھنا -

پس یہ سب پاپ کرم ہیں - جنکا تعلق پرانا تی پات سے ہے - یہ سب چھوڑنے یوگ ہیں - پرانا تی پات پاپ کو اٹھارہ پاپوں میں سے اول نمبر پر مہاتما پرشوں نے فرمایا ہے - اسلئے جہاں تک ہو سکے - اس پاپ سے بچنا چاہئے - یعنی کسی بھی پرانی کو تکلیف نہ دیکر اس گھور پاپ سے اپنی آتما کو ضرور محفوظ رکھنا چاہئے ÷

مگہر شدی عٹ

پرانا تی پات پاپ پر دیگر مذاہب کی رائے

اول اُلذکر (پرتہم) پاپ کے دکہیان (لکچر) میں سری مہاستی پاربتی جی مہاراج نے پرانا تی پات پاپ کو تمام پاپوں میں اول درجہ کا پاپ فرمایا - اُسی کو ہی درجہ اوّل پر سب نے رکھا ہے - اس میں ذرہ شک نہیں کہ اِسوقت قریباً کل دُنیا ہی

پاپ کی طرف جھک رہی ہے۔ مگر وہ سب ملکر بھی اس گھور پاپ کو پُن میں تبدیل نہیں کرسکتی۔ یعنی پرانا تی پات ہمیشہ پاپ ہی رہیگا۔ اسلئے اِس کے پھل بھی ہمیشہ کڑوے ہی رہینگے۔ کوئی مذہب یا قوم اس کے کڑوے پھلوں کو میٹھوں میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ بلکہ اِتنا بھی نہیں کرسکتا۔ کہ اُس کا درجہ گھٹا دے۔ یعنی اول کی بجائے دوسرا۔ تیسرا درجہ دیدے۔ جس طرح کل ہندسوں کی جڑ۔ اکائی ہے۔ اسی طرح کل پاپوں کی جڑ بھی ہنسیا ہی ہے اسلئے تمام مذاہب و اقوام کے عالموں نے بھی اسی پاپ کو درجہ اول ہی پر رکھا ہے۔ پنجابی کہاوت بھی تو ہے۔ کہ سوسیانے اِکو مت ÷ مورکھ آپو آپنی ÷ بیشک بالکل ٹھیک ہے۔ کہ عالموں کی رائے آخر کار مِل ہی جاتی ہے۔

آجکل عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ یورپین عالمان بہت ترقی کررہے ہیں۔ اور ہر ایک مذہب کے اصولوں پر کافی غور کرکے اُن کی نسبت اپنی رائے بھی آزادانہ طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اسلئے میں اول میں ایک یورپین عالم کی رائے جو حال ہی میں مانچسٹر کے مشہور اخبار دی گارڈین مورخہ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ آپکا نام مسٹر الگزنڈر گارڈن صاحب ہے۔ چونکہ آپ کی رائے انگریزی زبان میں تھی۔ اِس لئے ہم کو بھی اِس جگہ انگریزی میں شائع کرنی پڑتی۔ یا ترجمہ کرنا پڑتا۔ مگر خوشی کی بات ہے۔ کہ شہر راولپنڈی کے جین

سمتی متر منڈل کے ممبر لالہ خان چند جی اوسوال تا نک واسی جینی نے اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ جس کو شہر راولپنڈی کے لالہ جواہر شاہ و خیالا شاہ جی اوسوال ستانک واسی جین نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ انکی نقل بمعہ تشریح ذیل میں درج کرتا ہوں۔

بندے جنورم

جین سمتی متر منڈل ٹریکٹ نمبر ۹ - ویر بھگوان نروان سمت ۲۴۶۷

جین دھرم کی عظمت کے متعلق ایک عالم انگریز کی رائے

مانچسٹر کے مشہور اخبار دی گارڈین میں ماہ ستمبر ۱۳ سنہ ۱۹ء میں نکلا ہوا آرٹیکل جو کہ ایک عالم انگریز مسٹر ایلگنڈ نڈر گارڈن صاحب نے بھارت کی اوتم جین قوم کے متعلق دیا

کچھ عرصہ ہوا کہ مانچسٹر گارڈین کے پرچے میں ہندوستان کے جینیوں کے بارے میں ذکر کیا گیا تھا جس نے ان کو ہندوستان کی ایک نہایت مہذب اور فلاسفی سے پُر قوم کہنے کے علاوہ یہ بھی کہا کہ ان کا بانی بدھ کے زمانے میں پیدا ہوا۔ خاصکر ویجیٹیرین (ویشنو) سدھانت کے مطابق انہی الفاظ کے برخلاف یہ ترک پیدا ہوتی ہے۔ جس کو حل کرنے کے لئے میں مفصلہ ذیل آرٹیکل ویجیٹیرین میسنجر میں بھیجتا ہوں۔

اس بیان کے بارے میں کہ جین کا بانی بدھ کے زمانے میں پیدا ہوا۔ بہت سے سیخبر پڑھنے والوں کو یہ معلوم کر کے بہت خوشی حاصل ہوگی۔ کہ جین بہت سال پیشتر بدھ کے جاری ہونے کے ایک مذہبی اور عالمانہ طریقے میں بہت خاصی طرح سے جاری ہو چکا تھا۔ جین کی سکھشا کے مطابق دنیا کی تمام روحیں خداوند ہیں اور اس واسطے ان کے نزدیک تمام جاندار محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں "زندہ رہنا اور دوسروں کو زندہ رہنے دینا۔"

جینیوں کا سب سے اعلےٰ اور متبرک اصول ہے جین فلاسفی کا مدعا انسان کی جسمانی۔ دماغی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو کمال پر پہنچاتا ہے۔ چونکہ یہی پرانی بات کا منزل مقصود ہے۔ اس لئے جین دھرم کے نزدیک تمام جانداروں کی بڑی عزت ہے اور اسی واسطے ان کے سب سے بڑے لیڈر نے آہنسا کو ہی پرم دھرم تبلایا ہے

آہنسا (نہ مارنا) جین کے پانچ اصولوں (پانچ مہابرت) میں سے سب سے اوّل اصول ہے۔ رحم تمام نیکیوں کی جڑ ہے اسواسطے جینیوں کے تمام زندگی کے کاروبار دیا (رحم) پر مبنی ہیں۔ وہ کسی قسم کے بھی ہنسک (جس میں ہنسا پاپ ہو جاوے) کام کے سخت برخلاف ہیں کیونکہ ایسا گرانے والا کام دکھینکام روحانی ترقی کو بند کر دیتا ہے۔

کسی جاندار کو مار ڈالنا یا ستانا ہنسا کرنا ہے جب
انسان غصہ۔ لالچ۔ نامودی۔ اور مغروری اور بے پروائی
کے بس ہو جاتا ہے۔ تو وہ ضرور دوسرے جانداروں کی
ہنسا کرتا ہے جسکو ہر ایک ہنسا (پاپ) کرنا ملتے ہیں
لیکن اگر آدمی خواہشات کو قابو میں رکھے۔ یعنی اندریوں
کو بس میں رکھے۔ تو وہ ہنسا سے بچا رہتا ہے۔ جین آگم (شاستر)
سکھلاتے ہیں جب کوئی پرانی دوسرے جانداروں کی ہنسیا کرے
یا ستائے۔ تو اس کی روحانی ترقی بالکل ناممکن ہے اسواسطے وہ بالیقین ثبوت
کرتے ہیں کہ جو شخص دوسروں کو دکھ دیتا ہے وہ اپنے آپ کو دکھ اور
تکلیفوں میں ڈالتا ہے اور نیز یہ صاف ظاہر ہے کہ جو آدمی دوسرے
کو قتل کرے اور اس کے گوشت کو کھا دے وہ قدرتاً پہلے
ہی بے رحم ہو جاتا ہے۔ جو شخص یہ دعوے کرتے ہیں۔
کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ صرف غلط اعتقاد میں
آکر سخت غلطی کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ تمام جاندار صرف
ان کے کھانے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں
ہے کہ ایسے کاموں کا صرف خیال ہی کرنا کہ جس میں انسانی
بد خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے حیوانوں کا قتل ہو۔ وہ
نہایت ہی برا اثر پیدا کرتے ہیں۔ یعنی وہ مارے جانے
والے ہی کی روحانی طاقت کو بند نہیں کرتے۔
بلکہ وہ اپنی روحانی ترقی کو بھی بند کر دیتے
ہیں تمام گوشت کھانے والے

صرف زبان کے ذائقے کی خاطر جسم اور روح کو ایک مانتے ہیں۔
کیونکہ مرے ہوئے جاندار کا کھانا کسی طرح سے ذرا بھی انسانی
روح کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ ایک جسم کی صفت روح کی صفت
نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح روح کی صفت جسم کی صفت نہیں ہو سکتی
کیونکہ محسوسیت۔ ذائقہ۔ خوشبو۔ رنگ جسم کی صفتیں ہیں۔ اور
یہ صفتیں روح کی نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے جینی گوشت کے
کھانے کے بہت سخت برخلاف ہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے
وہ چھوٹے سے چھوٹے جاندار کی بھی دیا پالتے ہیں۔ یہ سدھانت
اہل مغرب کو عجیب معلوم ہوگا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ انگلستان
کے مرحوم مسٹر جیمس صاحب جنہوں نے ایک برادرہُڈ یعنی
مترتا پھیلانے والی کلب) سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ جس کے
ممبر جہاں تک ہو سکتا تھا۔ اس اصول کی پیروی کرتے تھے۔
جین یہ سکھلاتا ہے کہ جیوانوں کا مارنا (قتل کرنا) تمام مارنے
جانیوالوں اور مارنیوالوں کی آتمک ترقی کو بند کرتا ہے جین
مذہب کا یہی سدھانت ہے۔ اور اس کے سچے پیروؤں کے
نزدیک آہنسا کا اصول تمام اخلاقی اور مذہبی اصولوں کی
بنیاد ہے۔ اس واسطے یہ سچائی سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ جین
مذہب تمام مخلوقات (یعنی روح زمین کے جانداروں سے
(مترتا اور پریم پھیلانیکا دعوے) Universal Brotherhood

رکھتا ہے Thou shalt not kill "تو کسی کو مت قتل کر"۔
یہ تقریباً ہر ایک مذہب میں پایا جاتا ہے۔ اور جب اس
فقرے کی تہ تک پہنچ کر غور سے اس کے معنے نکالے جاویں۔
تو تمام جانداروں کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے۔ "Do unto
others as you would that they should do to you"
کہ تم دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم خواہش رکھتے
ہو کہ دوسرے تمہارے ساتھ کریں۔ اس میں جین دھرم کا
آہنسا کا اصول پایا جاتا ہے جو کہ دُنیا میں بوجہ بھلائی کی
جڑ ہونے کے تمام دُنیا کے مذہبوں کے کارہائے نیک و اخلاق
اصولوں کی بنیاد ہے۔ اس لئے جین کے آہنسا کے اصول کو مانتے
ہوئے تمام ویجیٹیرین (ویشنو) کو اس اعلےٰ اور پوتر نیکی کے اصول
کی عزت کرنی چاہیئے۔

ہندوستان کے مذہبوں میں جنم مرن (تناسخ) کا مشہور اصول
پایا جاتا ہے۔ اور جین فلاسفی بھی یہی سکھلاتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر ایک
آدمی زندہ رہنا چاہئے۔ تو وہ اپنی خواہشوں اندریوں (حواس خمسہ)
کو قابو میں رکھے۔ جتنا زندگی کی خواہشوں کو کم کرے اُتنا ہی وہ
تھوڑے کرم باندھتا ہے۔ یہ جین کے بالکل اصلی ویشنو ہونے
کے اصول ہیں۔ جو ہم کو سکھاتے ہیں کہ آٹھ قسم کے کرموں سے
روح (آتما) آلودہ ہے۔ بار روح کو آٹھ قسم کے کرم لگتے ہیں ہ جین

دھرم کا مُدعا زندگی میں کرموں کو گھٹے کرنا ہے (نیست و نابود کرنا ہے۔) اور آہنسا کے اصول کو مانتے ہوئے جینیوں کی طرف سے بیمار اور لنگڑے جانداروں کے ہسپتال اور پنجرہ پول ہند کے مختلف حصّوں میں کھولے گئے ہیں۔ جہاں کہ جیوانوں کو تازندگی حفاظت اور خوراک سے پالا جاتا ہے۔

جینیوں کے سلسلہ کام طریقے ۔ رسم و رواج اور اوپاسنا تمام آہنسا کے اعلےٰ اصول پر مبنی ہیں۔ کہ کسی کو ضرور دُکھ (تکلیف) نہ پہونچانا ہی اعلےٰ مذہب ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سب سے زیادہ پابندی کا پرچیسیتر (دشنومت) جین دھرم ہی ہے جو کہ آغاز سے ہی ایک ہمدردی اور درد دل سے بھرا ہوا یعنی دیا دھرم کہلاتا ہے۔

مُکھ شدی ع

مسلمان عالموں کی رایئں و چلین

اگر مسلمان عالموں کی چلنوں اور اعمالوں پر دھیان کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی رحم کی اعلےٰ

صفت سے علیحدہ نہیں ہیں۔ ظالموں کے بے بنیاد خیالات
کو مسلمان عالموں کے خیالات پر کیسے ترجیح دیجاوے
اگر کوئی ظالم اپنی زبان کے ذائقہ کی خاطر یہ کہدے
کہ رحم اچھا نہیں ہے۔ تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ وہ
گویا اپنے رحمدل بزرگوں کے نیک اعمال کو بُرا ثابت
کر رہا ہے۔ سُنا جاتا ہے کہ بزرگانِ اہل اسلام میں رواج
ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کا کلمہ سکھلا دیتے ہیں۔ جس سے اُن کا مُدعا یہ ہوتا
ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے ناواقف نہ رہیں۔
اِس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے
نام پر کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے یعنے گنہگاروں کو بخشنے
والا اور سب پر رحم کرنے والا ہے۔

مگر افسوس کہ لوگ اس کلمہ کے مطلب پر غور نہیں
کرتے۔ لاکھوں گائے۔ بھینس۔ بکرے۔ مُرغ وغیرہ ہر
روز کاٹے جاتے ہیں۔ اُسوقت کوئی اس کلمہ کی طرف
دھیان نہیں دیتا۔ ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ
کی صفت پر غور کر کے عمل کریں۔ کیونکہ بغیر اِس صفت
کے آجتک کوئی واصل باللہ نہیں ہوا۔ یعنے خدا سے
نہیں ملا۔ دیکھئے حضرت ایوبؑ کہ جنکے جسم میں ایک